# حقیقی جوڑے خدا ہی ملاتا ہے

(فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء)

صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا نکاح ۱۴۔ ستمبر ۱۹۲۸ء بعد نماز عصر جناب مفتی محمد صادق صاحب کی صاحبزادی سعیدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھا۔[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے کاموں کی تکمیل کے لئے دوسری اشیاء کی محتاج ہے بلکہ انسانی فطرت ہی نہیں ہر چیز کو ایسا بنایا ہے کہ اپنی تکمیل کے لئے دوسری کی محتاج ہے، سورج سیاروں کا محتاج ہے روشنی اس جوّ کی محتاج ہے جو اسے دنیا میں پھیلاتا ہے، آنکھ اس روشنی کی محتاج ہے جو اسے دکھاتی ہے، کان ہوا کے محتاج ہیں جو آواز کو لاتی ہے، زبان مزے کی محتاج ہے اور مزا اپنی طاقتوں کے اظہار کے لئے زبان کا محتاج ہے۔ غرضیکہ یہ ایک عام زوجیت ہے جو دنیا میں نظر آتی ہے اور جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔

اس کے علاوہ ایک اور بھی زوجیت ہے جو اس سے اخفیٰ ہے جس طرح ایک چھلکے سے دو بادام نکلتے ہیں اور ان دونوں کو اگر جوڑا جائے تو وہ ایک ہو سکتے ہیں لیکن اگر دوسرے دو جوڑے جائیں تو وہ کبھی آپس میں نہیں مل سکتے۔ بعینہٖ اسی طرح ارواح میں بھی ایسا میلان رکھا گیا ہے کہ ان میں بھی جوڑے ہوتے ہیں اگر وہ مل جائیں تو ہر چیز مل جاتی ہے۔ ان جوڑوں کی تلاش انسانی طاقت سے بالا ہوتی ہے۔ جو خدا کے ازلی اور کامل علم میں جو خطا سے پاک ہے

موجود ہوتے ہیں مگر فرشتے اور خدا کے انبیاء بھی ان سے آگاہ نہیں ہوتے۔ وہ جوڑے عورت اور مرد میں بھی ہوتے ہیں، مرد اور مرد میں بھی اور عورتوں میں بھی، پیر اور مرید میں بھی اور خادم و آقا میں بھی ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ایسے لوگ دنیا سے گزر جاتے ہیں جو اپنے جوڑے کو نہیں پاسکتے وہ یہی شکایت کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں وفا نہیں۔ ان کا یہ قول غلط ہوتا ہے۔ دراصل بات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنا جوڑا نہیں پاسکے۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے دنیا میں وفا نہیں پائی مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ دنیا میں وفا ہے ہی نہیں۔ بات یہی ہوتی ہے کہ انہیں جوڑا ملتا نہیں جو ان کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں چوروں اور ڈاکوؤں میں بھی وفا پائی جاتی ہے ٹھگ بھی بعض اوقات اپنے ساتھی کو بچانے کے لئے اپنی جان تک دے دیتے ہیں۔ ایک باغی دوسرے کے لئے پھانسی پر لٹک جاتا ہے۔ پس اگر دنیا میں وفا نہیں تو یہ نظارہ ہمیں کیوں نظر آتا ہے۔ پس ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دنیا میں وفا نہیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے جوڑے کی تلاش میں ناکام رہے ہیں اگر جوڑا مل جاتا تو ہمیں یہ شکایت نہ رہتی۔

اسی طرح بہت سے آقا ایسے ہوتے ہیں جو شکایت کرتے ہیں کہ کوئی اچھا نوکر نہیں ملتا حالانکہ یہ غلط ہوتا ہے۔ ان کو اپنا جوڑا نہیں ملا ہوتا اور وہ خادم مل جاتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اور مزاج والے آقا کے لئے بنایا تھا اور جس طرح دو الگ الگ بادام آپس میں فٹ نہیں ہوسکتے اسی طرح یہ بھی آپس میں فٹ نہیں ہوسکتے اور اس واسطے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے خاوند اچھی بیوی نہ ملنے کا گلہ کرتے ہیں حالانکہ دنیا میں اچھی بیوی مل سکتی ہے مگر وہ اپنا جوڑا تلاش کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور جس کو بیوی بناتے ہیں وہ دراصل کسی اور کا جوڑا ہوتا ہے۔ پس جس طرح ایک انسان کی جوتی دوسرے کے پیر میں نہیں آسکتی اسی طرح جس کو خدا نے جوڑے کے لئے پیدا کیا ہے اس کے سوا دوسرا اس جگہ ٹھیک نہیں آسکتا۔

پس دنیا میں باامن زندگی کے لئے صحیح جوڑے کا ملنا ضروری ہے اور جنت اسی کا نام ہے اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ [۲] میں اشارہ ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ گو انسان کے لئے اپنا جوڑا تلاش کرنا ناممکن ہے لیکن میں تیرے جوڑے تلاش کر کر کے تیرے پاس لاؤں گا اور تو اور تیرے جوڑے جنت میں رہیں گے اور باامن زندگی بسر کریں گے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ انسان کا جوڑا اسے ملا دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ تونسہ شریف کے

ایک پیر صاحب سے کسی نے پوچھا آپ کس لئے پھرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اپنا شکار تلاش کرتا ہوں۔ آخر ایک دن انہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا اور اسے پکڑ لیا اور فرمایا بس مجھے اسی کی تلاش تھی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں بتا دیا ہو گا کہ اس کی شکل کا آدمی تیرا جوڑا ہے چنانچہ انہوں نے جب اسے دیکھا تو پکڑ لیا اور وہی پھر ان کے بعد ان کا قائم مقام ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جو مرید خدا تعالیٰ لاتا ہے وہ ہزار تکالیف اور دکھ اٹھانے کے باوجود اپنے پیر سے سرِمُو انحراف نہیں کرتے لیکن خود ساختہ پیروں کے مرید خدا نہیں لاتا۔ ذرا سی مشکل پر بھاگ جاتے ہیں۔ پس جو پیر خدا کی طرف سے بنائے جاتے ہیں ان کے جوڑے خود خدا لاتا ہے اور جو بندے آپ مامور بنتے ہیں ان کے مریدوں کو جب ابتلاء آتا ہے تو وہ جدا ہو جاتے ہیں۔ جوڑا دنیا میں جنت قائم کرنے والی چیز ہے۔ قرآن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا۔ [۳] کہ ہم نے تمہیں جوڑے اس لئے بنایا ہے کہ تا تمہیں تسکین حاصل ہو۔ مگر دنیا میں لوگ کہتے ہیں کہ تسلی اور اطمینان نہیں اس سے معلوم ہوا کہ انہیں صحیح جوڑا نہیں ملا۔ لیکن جہاں یہ بات ہے کہ صحیح جوڑا خدا تعالیٰ ہی ملاتا ہے وہیں یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں کو خدا تعالیٰ ایک قسم کی خالقیت دے دیتا ہے۔ اور جس طرح ایک بڑھئی بے جوڑ لکڑیوں کو درست کر کے ٹھیک کر لیتا ہے اسی طرح بعض لوگوں کو خدا تعالیٰ یہ طاقت اور روحانیت دیتا ہے کہ وہ اپنا جوڑا خود بنا لیتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں ایسے آدمی جو دراصل ان کا جوڑا نہیں ہوتے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے پاس پہلے تو خدا تعالیٰ انتخاب کر کے ہی جوڑے بھیجتا رہا لیکن جب جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو خدا نے آپ کو وہ روحانی قوت عطا فرما دی کہ آپ خود ان کو درست کر کے اپنے لئے موزوں کر لیتے۔ یہی وہ خلق خیر ہے کہ انبیاء اپنے جوڑے تلاش کر لیتے ہیں۔ انبیاءؑ چونکہ ہمیشہ بلندی کی طرف پرواز کرتے ہیں اس لئے وہ لوگوں میں بھی طائرانہ صفات پیدا کر کے انہیں جوڑا بنا لیتے ہیں۔ ابتداء میں تو بے شک خدا تعالیٰ ان کے لئے جوڑے تلاش کرتا ہے لیکن اس وقت جبکہ ہجوم کا وقت ہوتا ہے وہ خود اپنے لئے جوڑے تیار کر لیتے ہیں۔ بے شک بعض ایسے شقی بھی ہوتے ہیں جن پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مہر لگ جاتی ہے کہ وہ جوڑا نہیں بن سکیں گے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

پس حقیقی امن اور راحت کا قیام خواہ وہ شادی سے ہو یا پیری مریدی اور دوستی سے اس بات پر منحصر ہے کہ انسان کو اپنا جوڑا مل جائے اور اگر یہ نہ ملے تو فساد ہی رہتا ہے۔ ایسے بادشاہ

دنیا میں گزرے ہیں جن کو لوگوں نے ظالم کہہ کر مار دیا لیکن بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کے حالات پڑھ کر یہی کہا کہ ان کے کام اچھے تھے لوگوں نے ناحق مار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں جوڑا رعیت نہ ملی تھی۔ وہ دراصل اپنے وقت سے بہت پہلے پیدا ہو گئے تھے یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کا جوڑا کہاں ہے۔ بعض وقت خاوند کسی ملک کا ہوتا ہے اور بیوی کسی علاقہ کی لیکن ان میں ایسی محبت ہوتی ہے کہ لوگ رشک کرتے ہیں دنیا ان سے ناراض بھی ہوتی ہے وہ دوسروں سے لڑائیاں بھی کرتے ہیں مگر آپس میں وہ جوڑا ہوتا ہے اور انہیں دنیا کی کوئی چیز جدا نہیں کرسکتی اور یہ وہ جوڑا ہوتا ہے جسے خدا نے ملا دیا۔

رسول کریم ﷺ کے لئے خدا تعالیٰ نے جوڑے تلاش کئے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے آپ کو دکھا دیا کہ یہ تیرا جوڑا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے متعلق بھی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا تلاش کردہ جوڑا تھا۔ گو اس کے متعلق کوئی خوابیں وغیرہ تو نہیں ملتیں لیکن حالات ایسے ہیں۔ کہاں خدیجہؓ کی طرف سے تجارت پر جانا اور کہاں ان کی طرف سے شادی کا پیغام دیا جانا اور پھر آپ کا باوجود اس کے کہ آپ سے وہ پندرہ برس بڑی تھیں اس کو منظور کرلینا۔ پھر شادی کے بعد ایسے اچھے تعلقات کا ہونا کہ حضرت خدیجہؓ نے اپنی تمام جائداد آپ کے سپرد کردی حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ اگر آپ انہیں علیحدہ کردیں گے تو وہ کچھ نہیں کرسکیں گی۔ پس ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوڑا مل گیا تھا۔ پھر حضرت صفیہؓ نے بیان کیا کہ میں نے بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ چاند میری گود میں آپڑا ہے اور جب میں نے اپنے باپ کو یہ سنایا تو اس نے میرے منہ پر تھپڑ مارا کہ کیا تو عرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ جوانی میں بیوہ ہوگئیں اور ایسی حالت میں عورتوں کو عام طور پر خاوند پر غصہ ہوتا ہے کہ اس عمر میں شادی کیوں کی مگر حضرت عائشہؓ کو دنیا کی ہر خوبصورتی میں رسول کریم ﷺ کا ہی چہرہ نظر آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جوڑا خوب ملا تھا۔

پس حقیقتاً خدا تعالیٰ ہی جوڑے ملاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے استخارہ کرنا چاہئے کہ صحیح جوڑے ملائے اور نیک سامان کردے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ۔ [۴] پس کئی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر اچھی ہوتی ہیں مگر خدا کے ہاں وہ اچھی نہیں ہوتیں۔ اسی طرح بظاہر چیزیں اچھی نہیں نظر آتیں لیکن حقیقت میں وہ بہت مفید ہوتی ہیں۔ پس چاہئے کہ انسان اپنے آپ کو خدا

کے سامنے ڈال دے کیونکہ خدا جو کچھ دے گا وہی اچھا ہو گا۔ ہمیشہ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دینے چاہئیں کہ وہ حقیقی جوڑا ملا دے۔ اور جب جوڑا مل جائے تو ہر قسم کا آرام حاصل ہو جاتا ہے اور جنت مل جاتی ہے۔ جنت بھی دراصل دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دنیوی جنت اور ایک اخروی۔ اخروی جنت تو صرف مسلم کو ہی حاصل ہو سکتی ہے لیکن دنیوی جنت سے غیر مسلم بھی متمتع ہو سکتے ہیں۔ پس مؤمن کو اپنے کام اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینے چاہئیں اور اپنی خواہشات کو بہت کم دخل دینا چاہئے۔

(الفضل ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۹، ۱۰)

۱؎ الفضل ۱۸۔ ستمبر ۱۹۲۸ء

۲؎ تذکرہ صفحہ ۷۰۔ ایڈیشن چہارم

۳؎ الروم : ۲۲

۴؎ البقرۃ : ۲۱۷